مجاہد اعظم

علمبردار توحید شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی مجاہدانہ زندگی کے حالات

از جناب مولوی عبیدالرحمٰن صاحب طالب رحمانی

حال ہی میں مکہ معظمہ کے اخبار "ام القریٰ" میں ادیب فاضل شیخ عبدالغفور عطار کی وہ تقریر جو موصوف نے جمعیۃ الاسعاف الخیری کے خصوصی اجلاس میں مجاہد اعظم شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کی مجاہدانہ زندگی کے حالات پر فرمائی تھی شائع ہوئی ہے جس میں موصوف نے بارہویں صدی میں نجد کی جہالت و توہم پرستی اور شیخ کے دینی و تبلیغی جوش و خروش اور مجاہدانہ کارناموں پر مفصل روشنی ڈالی ہے ذیل میں ہم اس تقریر کو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ ناظرین محدث کے استفادہ کی غرض سے اردو میں نقل کرتے ہیں۔ مترجم

تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں پر غالباً یہ مخفی نہیں ہوگا کہ جب کسی ملک اور بستی اور قوم میں ضلالت و گمراہی شرک و بت پرستی قتل و غارتگری، بیجا رسم و رواج کے مہلک جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور حق و باطل کی تمیز اٹھ چکی ہوتی ہے انسانیت حیوانیت سے بدل جاتی ہے، شیطانی اور طاغوتی قوتیں اپنے پورے کروفر کے ساتھ دنیا میں پھیل جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ عین اس وقت ایسے پاکیزہ صفت انسانوں کو بھیجتا ہے جو آکر ظلمتکدۂ دنیا کو منور اور روشن کر دیتے ہیں اور صدیوں کے بھولے بھٹکے انسانوں کو جادۂ مستقیم پر لگا دیتے ہیں۔ روئے زمین پر پھیلی ہوئی شیطانی اور طاغوتی قوتوں کا قلع قمع کر دیتے ہیں تاآنکہ دنیا پھر حق کے نور سے منور ہو جاتی ہے۔

آج سے تقریباً تین سو برس پہلے سرزمین نجد پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا جس میں سرزمین نجد کفر و شرک بت پرستی، بیجا رسم و رواج کا گہوارہ بنی ہوئی تھی ہر شخص مذہب اور دین سے بیگانہ ہو کر ہوا و ہوس کا بندہ اور پجاری بن چکا تھا دین و مذہب وہ تھا جس کی خواہشات نفسانی تلقین کرتی تھیں۔ پیر پرستی قبر پرستی عام ہو چکی تھی۔ ہر شجر و حجر کو نافع سمجھ کر اس پر جانوروں کی قربانی چڑھائی جاتی۔ ہر امر میں نفس کی خواہش اور اس کے مقتضیات کو ملحوظ رکھا جاتا۔ غرض نجد اور باشندگانِ نجد کی عام فضا زمانہ جاہلیت کی فضا کے ہم آہنگ و ہم رنگ ہو گئی تھی۔ وہ دین جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے بہت پہلے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کی اصلی صورت مسخ ہو چکی تھی دین و مذہب محمدی نہ تھا بلکہ نفسانی و شیطانی دین تھا باشندگانِ نجد کی اخلاقی حالت بالکل تباہی کے گھاٹ اتر چکی تھی قتل و غارتگری چوری اور ڈکیتی جیسے مہلک اخلاقی امراض ان میں سرایت کر چکے تھے ان کا شیرازۂ زندگی بکھرا ہوا تھا ان کا کوئی حاکم و سردار نہ تھا جو انھیں ان چیزوں سے

روکتا۔ ہر شخص اپنے آپ حاکم وسردار تھا . . . . حق کی آواز بلند کرنے والے علماء اور مبلغین کو قوم کے متمردین اور شریر النفس لوگوں نے پہلے ہی فنا کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ غرض سرزمین نجد پر کفر وشرک جہل وبت پرستی ظلم واستبداد قبر پرستی باطل پرستی کا پورا پورا غلبہ واستیلاء ہو چکا تھا عین ایسے وقت میں نجد کی قسمت جاگی یعنی مجاہد اعظم علمبردار توحید شیخ محمد بن عبدالوہاب بطن مادر سے عالم شہود میں آئے جنھوں نے اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں سے نجد کی سرزمین کو شرک وبت پرستی قبر پرستی اور ہر قسم کے بیجا رسوم کی نجاستوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کرکے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کردیا۔

نام ونسب وطن شیخ کا نام محمد اور والد کا نام عبدالوہاب تھا سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن بعضاد تمیمی، شیخ ۱۱۱۵ھ میں نجد کے مشہور شہر عیینہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ کا خاندان اہل علم شرفاء وفضلاء اور معززین کا معدن ومخزن تھا خواص وعام ہر ایک میں یہ خاندان بڑے احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ شیخ کے والد بہت بڑے عالم محدث اور باکمال بزرگ تھے پہلے شہر عیینہ میں قاضی تھے پھر حریملاء میں منتقل ہوگئے تھے۔

تعلیم وتربیت شیخ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی چونکہ آپ کو قدرت نے ذکاوت وذہانت اور قوت حافظہ غضب کا دے رکھا تھا اس لئے لڑکپن ہی میں قرآن مجید اور صحاح ستہ کی بہت ساری احادیث کے حافظ ہوگئے تھے آپ کو علوم دینیہ کتاب وسنت سے غایت درجہ شغف تھا آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں ان علوم کی تکمیل کی اور بہت چھوٹی عمر میں علوم شرعیہ کے بحر مواج ہوگئے۔

تبلیغ وہدایت شیخ جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو قوم اور وطن کی حالت کا جائزہ لیا دیکھا تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے ہر طرف ضلالت وجہالت وحشت وبربریت کا دور دورہ ہے نجد خصوصاً عیینہ کا سارا خطہ شرک وبت پرستی قبر پرستی نذر لغیر اللہ بدعات خرافات بیجا رسوم کا معدن بنا ہوا ہے۔ شیخ کے جوان اور حساس دل کو ایک ٹھیس لگی اور پوری قوت کے ساتھ اس کے خلاف آواز بلند کرنے کا تہیہ کرلیا لیکن چونکہ قوم مدتوں سے خواب غفلت میں مدہوش تھی یہ دیکھ کر اسے اچانک صدائے حق سے جھنجھوڑنا مناسب نہیں سمجھا کہ مبادا اچانک بیداری اس پر گراں گذرے اور بجائے تسلیم حق کے ضد اور انتقام پر نہ اتر آئے اسلئے تبلیغ حق کو صرف قوم کے علما اور پیروں تک محدود رکھا اور انھیں اپنا ہم خیال بنانا چاہا تاکہ جب حق کو کسی قدر قوت اور غلبہ حاصل ہو تو علانیہ اس کی اشاعت کی جائے ہر چند شیخ نے علماء کو ہمنوا بنانے میں بہت کوشش کی لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے حق بات بہت تلخ ہوتی ہے اور دل میں بہت مشکل سے اترتی ہے ان علماء اور پیروں نے شیخ کی حق باتوں پر دھیان نہیں دیا لیکن شیخ چونکہ نشۂ توحید میں سرشار تھے باوجود ان کی اس بے اعتنائی کے برابر ان کے مشرکانہ عقائد واعمال کے خلاف آواز بلند کرتے رہے اور انھیں توحید الٰہی کی طرف بلاتے رہے۔

کچھ لوگوں کا شیخ کے ہمخیال ہونا اور علما کی مخالفت۔ اب وقت آپہنچا کہ آپ کی دعوت وتبلیغ کا شجرہ

بارآور ہوا اور آپ اپنے تبلیغی مشن میں کامیابی کی کوئی جھلک دیکھیں کچھ لوگ آپ کے ہم خیال ہوگئے اور آپ کی دعوت پر لبیک کہا لیکن وہ قبر پرست جن کے قلوب بدعت اور قبر پرستی کی نجاست سے سیاہ ہو چکے تھے جن کی زندگی کا دارومدار قوم کے نذرانے اور حلوے مانڈے پر تھا جب انھوں نے دیکھا کہ ہماری پیری اور شکم پروری کا قلع قمع ہونا چاہتا ہے تو ان کی آتش بغض وعداوت ایکدم بھڑک اٹھی اور آپ کی مخالفت اور انتقام پر پوری طرح آمادہ ہوگئے اور ہر ابر اس کوشش میں لگے رہے کہ آپ کی ہستی کو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیا جائے۔

فتنۂ علما رسوء اور سفر حج دنیا میں علما رسوء کا گروہ ہمیشہ خطرناک رہا ہے اور رہیگا جہاں کسی صاحب علم وفضل کو خداوند قدوس نے رجعت خلق کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی یہ خطرناک گروہ اس کے پیچھے پڑ گیا چنانچہ اس زمانہ کے علما رسوء اور پیروں نے جب آپ کی طرف کچھ لوگوں کے میلان کو دیکھا تو آپ کی مخالفت اور ایذا رسانی پر کمربستہ ہوگئے اور آپ کے قتل وہلاکت کا بھی ارادہ کرلیا۔ مخالفت وعناد کے اس طوفان بے تمیزی کا سدباب کرنے کیلئے شیخ نے مناسب سمجھا کہ کچھ مدت کیلئے عینیہ سے باہر چلے جائیں۔ شیخ عرصہ سے حرمین کی زیارت کا شوق اپنے دل میں رکھتے تھے کہ وہاں جاکر علما رومشائخ سے علم حدیث کی سند حاصل کریں اس موقع کو شیخ نے غنیمت سمجھا اور عینیہ سے روانہ ہوگئے سب سے پہلے مکہ معظمہ پہنچے حج کیا حج سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں کے علما رومشائخ سے ملاقات کی۔

فیوض حرمین قیام حرمین کے زمانہ میں شیخ متعدد علما رومشائخ سے کسب فیض کرتے رہے حسن اتفاق اور خوش قسمتی سے مدینہ منورہ کے قیام میں نجد کے مقام مجمعہ کے مشہور عالم شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیف سے آپ کی ملاقات ہوگئی جنھوں نے شیخ کو بہت ہی عزت واحترام سے اپنے پاس مہمان رکھا۔ شیخ نے موقع کو غنیمت سمجھا اور ان سے بہت کچھ فیض حاصل کیا اور پھر ان کی وساطت سے مدینہ کے رئیس العلما رعلامہ محمد حیات سندی سے علوم حدیث کی تکمیل کی۔

واپسی نجد شیخ کچھ دنوں مدینہ منورہ میں کسب فیض کرتے رہے اس کے بعد مراجعت فرمائے نجد ہوئے اور وہاں تھوڑے دنوں قیام فرماکر سیاحت اور کسب فیض کی غرض سے جزیرۃ العرب کا دورہ کیا اور ہر جگہ کے بڑے بڑے علما راور مشائخ سے ملکر روحانی فیض وبرکت حاصل کیا۔

بصرہ کا تعلیمی وتبلیغی سفر وطن میں مناسب حالات نہ دیکھکر شام کے ارادے سے بصرہ پہنچے وہاں محلہ مجموعہ میں شیخ محمد نامی ایک نامور محدث تھے ان سے کسب فیض کرنے لگے اور ساتھ ہی توحید کی تبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وعظ شروع کردیا اور علی الاعلان لوگوں کو شرک وبدعت اور منکرات سے روکنے لگے اہل بصرہ آپ کے دشمن ہوگئے اور آپ کی مخالفت اور ایذا رسانی پر پوری طرح تل گئے بالآخر گرمی کے موسم میں ٹھیک دوپہر کے وقت کڑی دھوپ میں تمام سامان واسباب چھین کر شہر سے باہر نکالدیا یہ وہاں سے تن تنہا پا پیادہ بلد زبیر کی طرف چل پڑے۔ راہ میں شدت تشنگی اور پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے مقام دریب میں پہنچکر بیہوش ہوکر گر پڑے شیخ کو اپنی ہلاکت وموت کا پورا پورا یقین ہوگیا تھا

لیکن خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو موت و ہلاکت سے محفوظ رکھا اور آپ کی ہر وقت مدد کیلئے زبیر کے ایک باشندے ابوحمیران نامی کو جو گدھوں پر مسافروں کو پہنچایا کرتا تھا شیخ کے پاس بھیجدیا۔ ابوحمیران نے شیخ کو جاں بلب پایا اور چہرے پر ہیبت اور وقار کے آثار دیکھکر دل میں ترس آگیا اور سوار کراکے ملد زبیر تک پہنچا دیا۔

واپسی وطن | شیخ نے کچھ دنوں مقام زبیر میں قیام فرمایا اس کے بعد ارادہ ہوا کہ شام میں جاکر لوگوں کو توحید کیطرف بلائیں لیکن قدرت کو منظور یہ تھا کہ دعوت توحید نجد میں ہو جو غایت درجہ شرک جہالت اور توہم پرستی میں مبتلا تھا چنانچہ ان کے پاس خرچ کیلئے جو رقم تھی وہ ضائع ہوگئی اس لئے مجبورًا شام کا ارادہ ترک کرکے پھر نجد کا قصد کیا۔ پہلے مقام احساء میں آئے اور وہاں شیخ عبداللہ بن عبداللطیف شافعی کے پاس کچھ روز قیام کیا پھر حریملا میں پہنچے جہاں ان کے والد ۱۱۳۹ھ میں چلے گئے تھے۔ شیخ اکثر اپنے باپ کے حلقۂ درس میں بیٹھتے اور ان مشرکانہ رسوم و بدعات پر جو اہل نجد میں رائج ہوگئی تھیں اور جن کے خلاف علما اپنی آواز نہیں اٹھاتے تھے اعتراضات کرتے چنانچہ ان کے اور ان کے والد کے درمیان بعض مسائل پر مناظرے بھی ہوئے۔ ہر چند آپ کے والد آپ کے اس طریقۂ تبلیغ کے موافق نہیں تھے مگر باپ کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے شیخ برابر توحید اور کتاب و سنت کی نشر و اشاعت میں منہمک رہے ۱۱۵۳ھ میں جب ان کے باپ کا انتقال ہوگیا تو انھوں نے پورے جوش و خروش کے ساتھ توحید خالص اور اتباع کتاب و سنت کا وعظ شروع کیا اور علانیہ اہل قبور سے استمداد و استغاثہ کی مخالفت اور اس کو شرک قرار دیا اور مزارات سے نذر و نیاز ماننا ان پر ذبیحے چڑھانا قبے بنانا چراغ جلانا وغیرہ سب کو حرام اور اسلام کے خلاف بتایا اور بلا خوف لومۃ لائم صاف صاف اعلان کردیا کہ ان میں اور بت پرستی میں کوئی فرق نہیں جو لوگ سمجھدار تھے اور حق پسند تھے انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ لیکن بالعموم امرا اور عوام الناس نے جو ان رسوم کو دین سمجھے ہوئے بیٹھے تھے مخالفت کی۔

اہل حریملاء کی سازش قتل اور شیخ کا نجات پانا ۔ اہل حریملاء میں باہم تنظیم نہ تھی اور نہ کوئی متفقہ رئیس تھا اگرچہ تمام باشندے ایک ہی قبیلے کے تھے لیکن دو شاخوں میں منقسم ہوگئے تھے ان میں سے ہر ایک ریاست کا دعویدار تھا اور ایکدوسرے کی اطاعت کرنا اور بات ماننا برا سمجھتا تھا ظاہر ہے کہ جس بستی اور اہل بستی کی یہ حالت ہو اس میں ظلم و تعدی اور لوٹ کھسوٹ کا ہونا لابدی ہے چنانچہ ان میں ایک قبیلہ کے پاس چند غلاموں کی ایک جماعت تھی جو حمیان کہلاتے تھے وہ شہر میں ظلم و فساد کرتے اور لوگوں پر بیجا سختیاں کرکے ان کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا رؤسا نے اپنی ریاست اور اکثریت اور مطلق العنانی سے ناجائز فائدہ اٹھاکر لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ شیخ سے یہ نہ دیکھا گیا اور نہایت شد و مد سے ان کو ظلم و تعدی اور دست درازی سے باز رکھنے کی کوشش کی نتیجہ یہ ہوا کہ الٹے ان کے دشمن ہوگئے۔ اور متفقہ طور پر یہ سازش کی کہ جب رات کو یہ محو خواب ہوں تو انھیں قتل کردیا جائے چنانچہ ایک رات رؤساء کے چند غلام دیواروں کو پھاندکر شیخ کے گھر میں کودے مگر اس وقت ان کے پاس کچھ لوگ موجود تھے جن کی پکار

قرب و جوار کے لوگ دوڑ پڑے اور غلام ڈر کر بھاگ گئے۔

مراجعت عیینہ اور نکاح جب شیخ نے اہل حریملا کا یہ سلوک دیکھا تو حریملا کو چھوڑ کر عیینہ چلے گئے۔ عیینہ کا امیر اس وقت عثمان بن حمد بن آل معمر تھا وہ آپ کی آمد سے بہت ہی خوش ہوا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا شیخ نے یہاں پہنچکر عبداللہ بن معمر کی بیٹی جوہرہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور دعوت توحید میں سرگرمی سے مشغول ہوئے اور خود عثمان کو بھی آپ نے توحید اور کتاب و سنت کی اتباع کی تلقین کی اور کہا کہ اے امیر اگر تم توحید الٰہی کی نصرت اور کتاب و سنت کی بہتر اشاعت کیلئے کھڑے ہو جاؤ گے اور پوری ثابت قدمی سے ہماری امداد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سربلندی اور غلبہ عنایت کریگا اور عنقریب تمہیں سارے نجد کی حکومت بخشدے گا چنانچہ امیر نے بھی شیخ کی تعلیم اور دعوت پر لبیک کہا اور پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ کی حمایت اور امداد و معاونت کا بیڑا اٹھایا۔

شیخ کا مذہبی جہاد اہل عیینہ میں بہت سے لوگ اور آل معمر کے رؤسا شیخ کے ہمنوا و ہمخیال ہو گئے وہاں بعض ایسے درخت تھے جن کو جہلا مقدس مانتے تھے ان پر اپنی مرادوں کی عرضیاں لکھکر لٹکاتے تھے اور ان کی قدرت و برکت سے مقاصد اور تمناؤں کے پورا ہونے کی امید رکھتے تھے اب وقت آیا کہ شیخ ان سب مشرکانہ چیزوں کا استیصال کریں چنانچہ اپنے نوے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچے اور ان کو جڑوں سے کاٹ کاٹ پھینکتے جاتے تھے اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۹) یعنی کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے ہی کی چیز ہے۔

قبۂ زید کا انہدام عیینہ سے فاصلہ پر مقام جبیلہ کے قریب ایک قبر زید بن خطاب کی مشہور تھی جو قوم کی جہالت اور ان کی حماقت کی وجہ سے شرک کا مظہر بن گئی تھی لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اس پر چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے اور وہاں اپنی مرادیں مانگا کرتے تھے شیخ نے عثمان سے فرمایا کہ اسے گرا دینا چاہئے۔ عثمان نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں بغیر تمہارے گیا تو وہاں کے باشندے قبر کی حمایت میں میرے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور مجھے اس کام کے انجام دینے سے روکدیں گے عثمان نے کہا کہ میں بھی چلوں گا۔ چنانچہ چھ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر وہ شیخ کے ساتھ وہاں پہنچے قبر پرست اور اہل شرک نے مزاحمت کرنا چاہا لیکن جب عثمان کو دیکھا کہ وہ جنگ کیلئے تیار ہو کر آیا ہے تو ان کے مقابلہ میں آنکی ہمت و جرأت نہ ہوئی، شیخ نے اپنے ہاتھ سے قبۂ زید کو منہدم کیا بہت سے گاؤں والے اہل جاہلیت کی طرح اس منظر کو دیکھکر منتظر تھے کہ اس کی پاداش میں شیخ کے اوپر کوئی نہ کوئی ارضی و سماوی بلا ضرور نازل ہوگی لیکن جب کچھ نہ ہوا تو ان کے دلوں میں شیخ کی عظمت و بزرگی گھر کر گئی۔ اور اس گاؤں میں بھی توحید پھیلنے لگی اور شیخ نجد کے سب سے بڑے اسلام کے صحیح رہبر اور رہنما تسلیم کر لئے گئے۔

رئیس احسار کا حکم قتل۔ قبۂ زید کے انہدام کی خبر جب تمام اطراف میں پھیل گئی تو لوگ آپ کے سخت مخالف ہوگئے

حتیٰ کہ رئیس احساء وقطیف اس خبر سے اس قدر غضبناک ہوا کہ خود اس نے عثمان کو سخت تہدید آمیز لہجہ میں لکھا کہ تم محمد بن عبدالوہاب کو قتل کردو۔ اگر قتل نہ کیا تو اس دیار سے جو کچھ تم کو وصول ہوتا ہے وہ سب کا سب روک دونگا۔ چونکہ آمدنی کی رقم بہت زیادہ تھی اور عثمان کی ریاست کا دارومدار بہت کچھ اسی پر تھا اس وجہ سے اس کے حواس بجا نہ رہے اور وہ ایسا متردد ہوا کہ دنیا کے زوال کے خوف سے توحید کی حمایت سے اس کا دل متزلزل ہوگیا۔ شیخ کو بلاکر اس واقعہ کا تذکرہ کیا انھوں نے عثمان کو بہتیرا سمجھایا اور فرمایا کہ یہی دین حق ہے جس کو انبیاء کرام کے ذریعے اللہ تعالیٰ بنی آدم کے پاس بھیجتا رہا اور سنت الٰہی یوں ہی چلی آئی ہے کہ جو لوگ اس کی نصرت وحمایت کیلئے کھڑے ہوئے ہمیشہ شروع شروع میں ان کا امتحان لیا گیا اور وہ ابتلاء وآزمائش میں ڈالے گئے لیکن انجام کار انھیں کو فتحمندی کامیابی عطا کی گئی قرآن مجید ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے تم کو بھی لازمی طور پر اسی راہ سے گذرنا پڑیگا لیکن دل میں خطرہ نہ لاؤ صبر وثبات کے ساتھ امتحان کی کڑی منزلیں طے کرو اور یہ یقین رکھو کہ حزب اللہ ہی کیلئے فلاح وآخری غلبہ ہے عثمان پر شیخ کے اس وعظ کا اثر ہوا اور شرم سے گردن جھکالی لیکن احساء کی طرف سے طرح طرح کی افواہوں نیز دنیا دار ہمنشینوں کی تخویف پھر خود اس کے نفس کی کمزوری اور بزدلی نے اس کو امتحان میں ثابت قدم نہ رہنے دیا اور پہلے ہی معرکۂ ابتلاء میں وہ شکست کھاگیا، شیخ کو بلاکر کہا اب میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ سلیمان نے مجھے آپ کے قتل کا حکم دیدیا ہے لیکن آپ کی ذات ورشتۂ قرابت کی وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ میری طرف سے کوئی اذیت پہنچے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ غرض عثمان نے سخت گرمی کے وقت شیخ کو وہاں سے نکالدیا۔ کہتے ہیں کہ عثمان نے شیخ کے ہمراہ ایک سوار بھی کردیا تھا جس کو حکم دیدیا تھا کہ راستے میں شیخ کو قتل کرڈالنا چنانچہ سوار نے اس حکم کی تعمیل بھی کرنی چاہی لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ کو محفوظ ومامون رکھا۔

شیخ کا درعیہ میں تبلیغ وہدایت کرنا۔ شیخ کو جب حریملاء اور عینیہ میں تبلیغ سے روکدیا گیا تو آپ عینیہ سے نکلکر سیدھے سلطان ابن سعود کے وطن شہر درعیہ میں پہنچے اور وہاں پہنچکر عبداللہ بن عبدالرحمن بن سویلم کے گھر کو دارالتبلیغ والارشاد بنایا اور توحید الٰہی اور کتاب وسنت کا وعظ شروع کردیا۔ شروع شروع میں عبداللہ بن عبدالرحمن بن سویلم کو شیخ کی مہمانی سے خوف پیدا ہوا کہ کہیں امیر درعیہ محمد بن سعود اس سے ناراض نہ ہوجائے لیکن شیخ نے اس کو اور اس کے چچا احمد بن سویلم کو سمجھایا کہ میں حق کا مبلغ ہوں اور اللہ تعالیٰ نہ مجھکو ضائع کریگا اور نہ ان لوگوں کو جو میرے مددگار وانصار ہیں اس سے ان کا دل مضبوط ہوگیا رفتہ رفتہ شیخ کی دعوت تبلیغ اور ارشاد وہدایت سے بہتیرے لوگ موافق ہوگئے۔ لوگوں نے شیخ کی دعوت توحید اور تعلیم سے امیر درعیہ محمد بن سعود کو بھی مطلع کرنا چاہا مگر یہ سوچکر کہ ممکن ہے امیر شیخ کی مخالفت کرے اول اس کے دونوں بھائیوں شاری بن سعود اور ثنیان بن سعود جو نابینا مگر صاحب بصیرت اور متقی تھے شیخ کی دعوت توحید اور صفات حمیدہ کا ذکر کیا پھر اس کی بیوی موضی بنت ابی وحطان کو

جو بڑی دیندار متقی دعاقل اور فرزانہ تھی شیخ کے حالات بتلائے۔ سب نے شیخ کی تعلیم اور دعوت حق پر لبیک کہا اور سچے ہمدرد و ہمنوا بن گئے اور محمد بن سعود کو شیخ کی حمایت اور امداد و اعانت پر آمادہ کیا امیر کی بیوی موضی نے اپنے خاوند محمد بن سعود سے یہاں تک کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے ایسے بزرگ کو ہمارے یہاں بھیجا تم موقع کو غنیمت سمجھو اور ان کا ساتھ دو۔ ابن سعود نے یہ سنکر شیخ کو اپنے پاس بلایا لیکن لوگوں نے مشورہ دیا کہ تم خود ان کی خدمت میں جاؤ تاکہ عوام کے دلوں میں ان کی توقیر بیٹھ جاتے اور کوئی ان کو اذیت دینے کی جرأت نہ کر سکے۔ امیر کو یہ رائے پسند آئی اور بذات خود ابن سویلم کے گھر پہنچکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شیخ کی باتیں سنکر خوش ہوا اور کہا میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ ایسے مقام میں آگئے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے وطن سے بھی زیادہ راحت افزا ثابت ہوگا شیخ نے امیر کا شکریہ ادا کیا اور موقع کو غنیمت سمجھکر توحید خالص اور کتاب و سنت کی تعلیم پیش کی اور امیر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے امیر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر تم نے اس کلمۂ توحید کی جس کی میں دعوت و تبلیغ کے لئے اٹھا ہوں صبر و ثبات و استقلال کے ساتھ حمایت کی تو تم کو عزت و تمکین نصیب ہوگی اور سارے بلاد نجد کے بادشاہ ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ وہ مخلصوں اور محسنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور ان کو قوت و غلبہ عطا فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ آج نجد کی ہر جانب شرک اور جہالت اور توہم پرستی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور تمام تر باشندے باہمی تفریق اور جنگ و جدال میں مبتلا ہیں کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو دین حق کی قبولیت کیلئے کھولدے اور تمہارے اور تمہاری اولاد کے ذریعہ ان سے تشتت و افتراق کو مٹاکر باہم متحد کر دے

امیر ابن سعود کی بیعت حمایت - ابن سعود پر شیخ کی دعوت و تبلیغ اور تعلیم کا بہت اچھا اثر ہوا اور وہ آپ کا اس طرح گرویدہ ہوگیا کہ صبح و شام آپ کی خدمت میں آکر آپ سے کسب فیض کرتا رہا اور آپ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ میں ہمیشہ دین الٰہی اور توحید خالص پر قائم رہونگا اور اس کی اشاعت میں پوری طرح نصرت و امداد کرونگا۔

درعیہ میں شیخ کی تبلیغ کا اثر - شیخ نے امیر کی اس بیعت حمایت اور وعدۂ نصرت کے بعد پوری سرگرمی اور جوش و خروش کے ساتھ لوگوں میں توحید خالص اور اسلام کی صحیح تعلیمات کی تبلیغ شروع کر دی اور اہل درعیہ کو جو فرائض اسلام کی ادائیگی میں سست شعائر اسلامی اور تعلیمات اسلامی سے بے خبر، قبر پرستی اور مشرکانہ رسوم کے خوگر تھے۔ کلمہ طیبہ کا اصلی مفہوم سمجھایا اور توحید الٰہی کی حقیقت ذہن نشین کرائی پھر نبوت کی اصلیت و غرض اور انبیاء و رسل علیہم السلام کے مدارج اور خاصکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ان کو بتائی اور بعث بعد الموت اور ہر شخص کے اپنے اعمال کے مسئول اور ذمہ دار ہونیکا یقین ان کے قلوب میں راسخ کر دیا اس اذعان کے ساتھ ان کو اوامر الٰہی کے انقیاد اور خشوع و خضوع کے ساتھ عبادات اور صفات دینیہ مثلاً زہد و تقوٰی صبر و استقامت توکل و انابت وغیرہ کیطرف مائل کیا اور سنت رسولؐ کے اتباع کی فضیلت ان پر آشکارا کی، شیخ کی اس سچی اور پاک حکیمانہ و مصلحانہ تبلیغ و ارشاد کا یہ اثر ہوا

کہ تھوڑی مدت میں اہل درعیہ شرک و بدعت اور توہم پرستی وجہالت وگمراہی کی تاریکی سے نکلکر اسلام کی صحیح اور اصلی روشنی میں آگئے اور تمام فرائض واوامر شرعیہ کے پابند اور منہیات وبدعات سے بری ہوگئے، عیینہ اور اس کے آس پاس کے لوگ جن کے قلوب میں اسلام کی کچھ چنگاری باقی تھی وہ بھی شیخ سے ہدایت حاصل کرنے کیلئے آنے لگے اور اس طرح شیخ نجد کے سب سے بڑے اسلام کے صحیح رہبر اور پیشوا تسلیم کرلئے گئے۔

تبلیغ عام۔ شیخ کو جب درعیہ سے فرصت ہوئی تو دوسرے مقامات اور شہروں کے امراء ورؤساء اور پیروں کی طرف تبلیغی خطوط بھیجے اور انھیں بھی توحید خالص اور دعوت حق کی طرف بلایا جو حق پسند وحق شناس تھے انھوں نے ان کی دعوت قبول کی اور ان کے حامی ومعاون بن گئے اور جن پر رسوم زمانہ اور آباء واجداد کی تقلید غالب آچکی تھی اور توہم پرستی کا بھوت ان پر سوار تھا شیخ کی دعوت تبلیغ سے انکار کیا اور بُرے القاب سے ملقب کیا۔ کسی نے آپ کو جاہل کہا۔ اور کسی نے جادوگر کسی نے آپکا مذاق اڑایا اور کسی نے ان پر ایسی ایسی تہمتیں لگائیں کہ جن سے وہ بالکل بری تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ زیارت قبور کو حرام بتاتے ہیں اور کرامات اولیاء کے وہ منکر ہیں وغیرہ وغیرہ جہلاء شیخ کے جابجا مخالف ہوگئے اور ان کے متبعین کو ستانے لگے شیخ نے مجبور ہو کر اپنے متبعین اور پیروؤں کو بھی حکم دیدیا کہ جو لوگ افعال جاہلیہ اور مشرکا رسوم سے باز نہ آئیں اور اہل حق کی راہ میں حائل ہوں ان سے مقابلہ ومقاتلہ کرو۔ چنانچہ شیخ اور ان کے پیروؤں کی معاندین ومخالفین کے ساتھ لڑائی رہی اور انجام کار مدت تک جنگ وجہاد کے بعد تقریباً کل جزیرۃ العرب سے ہر قسم کے رسوم شرکیہ اور بدعات محو اور قبروں کے قبے جنکو عوام نے درگاہ قرار دے رکھا تھا مسمار کردیئے گئے اور توحید خالص اور اسلام کی صحیح تعلیمات سے سارا جزیرۃ العرب منور اور روشن ہوگیا۔

شیخ کی وفات۔ شیخ ایک مدت تک دینی علمی اور اخلاقی اور مخلوق کی رہنمائی کرنے کے بعد ذیقعدہ ۱۲۰۶ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں کافی تعداد میں موحدین کی جماعت چھوڑ کر رحلت فرماگئے۔

شیخ کی تعلیمات۔ شیخ کی تعلیمات اور دعوت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپ لوگوں کو کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت اور معنے سکھاتے دنیا میں تصرفات اور ہر قسم کے تغیر وتبدل اور انقلاب پیدا کرنیکا مالک اور حقیقی معبود صرف خدائے تعالیٰ کو بتلاتے اور خدا کے سوا تمام چیزوں کو تصرف اور قدرت سے عاجز اور کمزور محض سمجھتے۔ قبر پرستی پیر پرستی نذر لغیر اللہ وغیرہ رسوم کو شرک اور حرام بتاتے۔

غرض شیخ نے اپنی طرف سے کوئی جدید اور نئی تعلیم نہیں پیش کی بلکہ صرف توحید خالص اور اتباع کتاب و سنت کی تلقین کی عقائد واعمال میں ان کی ہدایت تمام تر وہی ہے جو سلف صالح ائمہ سنت وجماعت کی ہے۔ جو قرآن مجید کا منشا اور احادیث رسول اللہ کا مقصد ہے۔ شیخ کا مقصد بھی صرف اسی توحید خالص کو رواج دینا اور شرک کو مٹانا تھا جس کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے تھے۔ لیکن افسوس کہ آج جاہلوں کو ایسے موحد اور مجاہد کے خلاف غلط اور جھوٹے الزامات لگا لگا کر اس طرح بدنام کردیا گیا ہے کہ اب لوگ اس کے نام سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے اور ان پر رحم فرمائے۔